فرضی قصّے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

پندرہ روزہ

روضۃ الاطفال

لاہور پاکستان

157 29 نومبر 2013ء 25 محرم الحرام 1435ھ

حضرت عبدالرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ

اسلام کا مجاہد



قیمت 5 روپے

فرمانِ الٰہی جل جلالہ

"اللہ نے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض کیا ہے، جو اس کی طرف سفر کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور جس نے کفر کیا تو بیشک اللہ تعالیٰ ساری دنیا سے بے پرواہ ہے۔"

(آل عمران:97)

(ماہ نور ادریس۔ لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "برے گمان سے بچو بے شک گمان سب سے بڑی جھوٹی بات ہے۔" (متفق علیہ)

(جابر، حنظلہ۔ گجرات)

پہلی بات

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گلستان روضہ کے پھولو!

امید ہے کہ آپ ایمان واسلام کی بہترین حالت میں ہوں گے۔

پیارے بچو! تیار ہو جائیں، سانسوں کو روک لیں، دلوں کو تھام لیں اور ایک خوشخبری سنیں۔ روضۃ الاطفال آپ کے لئے ایک زبردست تحفہ لے کر آرہا ہے۔ جی ہاں! ننھے قارئین اور لکھاریوں کے لئے "روضہ کلب" بنایا جارہا ہے۔ اب آپ اس کلب کے ممبر بن سکیں گے اچھے اچھے کام کرکے اور لکھ کر۔ اگر آپ نے ننھا داعی بن کر کسی کو نیکی پر لگایا اور برائی سے روکا تو آپ ہمیں مختصر روداد بھیجیں اور روضہ کلب کے "ننھا داعی" کے ممبر بنیں۔ زیادہ سے زیادہ روضۃ الاطفال تقسیم کرنے والے بچے بتائیں گے کہ ہم روضہ کیسے تقسیم کرتے ہیں۔ اپنے علاقے کے مسئول سے دستخط کروائیں اور اس کلب کے ممبر بنیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سے نئے سلسلے......اور سنیں ردی کی ٹوکری کی خوراک بھی اس کلب کی وجہ سے کم کردی جائے گی......تو لیجئے پکڑیں قلم اور اپنی زندگی کے اچھے، سچے اور دلچسپ واقعات اپنے نام، پتہ، کلاس اور فون نمبر بذریعہ پوسٹ ہمیں ارسال کریں۔ اپنی تحریر بھیجتے وقت اس پہ روضہ کلب ضرور لکھئے۔ روضہ کلب میں بھیجی جانے والی روداد اور واقعات میں سے بہترین روداد اور سچا واقعہ لکھنے والا ٹھہرے گا "ہیرو آف دی روضہ کلب" اور انعام کا حق دار ٹھہرے گا۔

اللہ آپ کا حامی وناصر ہو......!

والسلام

بازار جانے کی دعا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ. لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ

(ترمذی:۵/۲۹۱، حاکم:۱/۵۳۸)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کے لیے ہے اور تعریفوں کا مستحق وہی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے، وہ زندہ اور مرنے والا نہیں، اسی کے ہاتھ میں تمام بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (حمزہ اکرم، صاق آباد)

ربنا

ایڈیٹر: عبدالرحمٰن

خط وکتابت کیلئے: پی او بکس نمبر 102 جی پی او لاہور / ای میل: rozah100@yahoo.com آفس: 0313-5967575

سلطان بیبرس کی جرات

۶۵۸ ھ کی ایک تپتی دوپہر میں قاہرہ شہر شدت کی گرمی سے جل رہا تھا۔ لوگ گرمی کے مارے گھروں میں گھسے ہوئے تھے۔ گلی کوچے ویران تھے البتہ وقفے وقفے سے حفاظت پر متعین سپاہیوں کے قدموں کی چاپ خاموشی کے راج کو توڑتی اور پھر وہی سناٹے کی گہرائی چھا جاتی۔

اچانک اس خاموشی میں بھاری بھرکم بوٹوں کی کھڑاک کھڑاک کرتی آواز نے سپاہیوں کو متوجہ کرلیا۔ سپاہی فوراً اس آواز کے تعاقب میں دوڑے۔ دیکھا کہ سفارتی لباس پہنے دو شخص جن کا چلنے کا انداز انتہائی متکبرانہ، لمبے بال میل سے اٹے، گندی جیکٹ، کپڑوں سے آتی بدبو، دانت میل سے ایسے جیسے پیلا رنگ کیا ہو۔ چہروں سے ظلم و سربریت پھوٹتی تھی۔ ان کے حلیے بتارہے تھے کہ یہ تاتاری ہیں۔ انہی تاتاریوں کے ظلم سے بچنے کے لئے کچھ لوگ قاہرہ میں پناہ گزین تھے اور یہ لوگ دنیا کے کئی علاقوں میں اپنی تاتاریت کا مظاہرہ کر چکے تھے اور ایک مصر ہی تھا جو ان کے قہر سے بچا تھا۔ مگر قاہرہ کے لوگ بھی اب دہشت زدہ ہوگئے تھے۔ قاہرہ کے گلی کوچوں میں مقیم مسلم پناہ گزینوں نے تاتاریوں کے وحشی پن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اس لئے خوف اور دہشت سے بھرے ان پناہ گزینوں کی زبانوں پر ایک ہی جملہ تھا ''تاتاری سفیروں کی آمد کا مطلب قیامت پر قیامتیں۔'' شہر کا ایک ایک فرد پریشان تھا لیکن انہی لوگوں میں کچھ جوشیلے جوان غصے سے بپھرے ہاتھوں میں تلواریں لئے بھاگے جارہے تھے اور کہہ رہے تھے ''ہم بغداد کا انتقام چکائیں گے''

تاتاری سفیر اب مصر کے بادشاہ ملک المظفر سیف الدین کے دربار میں کھڑے تھے۔ ان کا رویہ ایسا تھا جیسے مصر ان کی سلطنت اور ملک المظفر ان کا غلام ہے۔ انہوں نے سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نہایت گستاخی اور غرور سے اپنے آقا ہلاکو خاں کا خط ملک المظفر کی طرف پھینکا۔ ملک المظفر نے نہایت بردباری سے کام لیتے ہوئے ان کی اس حرکت کو نظر انداز کیا اور خط پڑھوا کر سنا جس میں لکھا تھا۔

''یہ اس کا حکم ہے جو ساری دنیا کا حاکم ہے۔ اپنی شہری پناہیں ختم کردو اور میری اطاعت میں آجاؤ اور اگر میرا کہا مانو گے تو چین پاؤ گے ورنہ تمہارے ساتھ وہ تماشا ہوگا کہ آسمان دیکھے گا''

سلطان نے پھر تحمل سے کام لیا اور نہایت نرمی سے بولا ''ہلاکو کا ہم نے کچھ نہیں بگاڑا اس لئے اسے ہم پر حملہ کرنے سے باز رہنا چاہیے''



سلطان کے جواب سے تاتاریوں کے بگڑے تیور مزید بگڑتے گئے اور غصے سے بولے ''تم نہایت ضدی حکمران ہو، تم ہمیں جانتے نہیں ہو اس لئے انکار کررہے ہو''

سلطان نے یہ سنا تو اس کا ضبط جواب دے گیا ''تم ایلچی ہو اور ایلچی رہو اپنا رویہ درست کرو اور ہمیں سبق نہ پڑھاؤ'' سلطان کی آواز دربار میں گونجی۔

سلطان کے جواب سے ایلچی پھر غصے میں پھنکارے ''تم نے شاید ہماری طاقت کے افسانے کبھی سنے نہیں، ہم تمہاری اینٹ سے اینٹ بجا کر دم لیں گے''

ایلچیوں کے انداز اور لب و لہجے سے درباریوں کا پیمانہ صبر لبریز ہوچکا تھا...... خاموش! دربار میں ایک نہایت غصیلی آواز ابھری۔ یہ ایک نوجوان تھا جو پہلی صف میں بیٹھا تھا جس کی تلوار میان سے باہر آچکی تھی ''اگر سلطان کا لحاظ نہ ہوتا تو تمہارے لاشے گرا چکا تھا'' جوان کی آواز جوش و غضب سے لرز اٹھی۔ سلطان معظم! ان کا انداز سفارتی آداب کے بالکل برعکس ہے۔ شاید ہلاکو نے اپنے سپاہیوں کو معصوم اور نہتے انسانوں کو مارنے کے سوا کچھ نہیں سکھایا۔ مجھے اجازت دیں کہ ان کے سر کاٹ کر قاہرہ کے چوراہوں میں ان کی لاشیں لٹکا دوں تاکہ آئندہ ہلاکو اپنے سفیروں کو ہمارے پاس بھیجے تو ان کو سفارتی آداب واحترام سکھانا نہ بھولے''

اس کے بعد مصر کے عوام نے دیکھا کہ تاتاری سفیروں کی سربریدہ لاشیں قاہرہ کے چوراہوں میں لٹک رہی ہیں۔ یہ نوجوان امیر الدین جس نے جرأت اور غیرت کا مظاہرہ کیا تھا مصر کے عوام کے دلوں کی دھڑکن تھا کیونکہ اس سے پہلے اس نے ساتویں صلیبی جنگ میں اپنی حیرت انگیز جنگی چالوں سے صلیبی لشکر کو عبرتناک شکست سے دوچار کردیا تھا۔ اس مرد مجاہد کا بچپن غلاموں کی منڈیوں میں بکتے گزرا تھا۔ تاتاری سفیروں کو دیدہ عبرت نگاہ بنانے والے اس غیور کا پورا نام امیر رکن الدین بیبرس تھا۔

مورخین نے سلطان بیبرس کی شجاعت، انصاف پسندی، شوق جہاد، سخت کوشی، سخاوت، بیدار مغزی اور عسکری صلاحیت کی بے انتہا تعریف کی ہے۔ سلطان بیبرس کا دورِ حکومت مسلمانوں کے عروج کا دور تھا۔ اس کے تدبر، انصاف و بہادری کی داستانیں صدی تک مصری قہوہ خانوں میں سنی جاتی رہیں۔

(بحوالہ: اللہ کے سپاہی)

(جمیلا شوکت۔ گوجرہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن صخر رضی اللہ عنہ

روشن چہرہ، سفید رنگت، سرخ بال، چمکدار دانت، اگلے دو دانت کشادہ، چمکیلی آنکھیں، تیز حافظہ، علم کا والہانہ شوق رکھنے ولا، غزوۂ خیبر، تبوک، حنین اور فتح مکہ کا ایک سرفروش مجاہد، مسندِ علم پر جلوہ افروز ہونے والا جلیل القدر صحابی جن کو اکثر لوگ ان کے نام کی بجائے کنیت سے پہچانتے ہیں...... آیئے! ان کی زندگی کے چند واقعات کی روشنی میں نشانِ منزل تلاش کریں۔ زمانہ جاہلیت میں آپکا نام 'عبدالشمس' تھا قبول اسلام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپکا نام ''عبدالرحمٰن'' رکھا۔ آپؓ کی کنیت ''ابوہریرہ'' تھی اور آپؓ اسی نام سے تاریخ میں مشہور ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے میری کنیت 'ابوھر' رکھی تھی لیکن میرے احباب نے مجھے 'ابوہریرہ' کہنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوہریرہؓ اپنے احباب سے کہا کرتے تھے کہ مجھے 'ابوھر' کہہ کر پکارا کرو کیونکہ رسول ﷺ نے میری کنیت مذکر لفظ سے رکھی تھی نہ کہ مؤنث سے''۔ (تاریخ ابن عساکر)

حضرت ابوہریرہؓ نہایت ذہین تھے۔ آپ کی ذہانت غیر معمولی ہونے کی وجہ رسول اکرم ﷺ کی دعا جو آپ ﷺ نے ابوہریرہؓ کے حق میں فرمائی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہؓ! کیا تم اپنے ساتھیوں کی مانند مجھ سے مال غنیمت کا سوال نہیں کرو گے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اس علم کا سوالی ہوں جو اللہ عزوجل نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے میری بات سنتے ہی وہ چادر پکڑی جو میں نے اوپر اوڑھ رکھی تھی اور اسے اپنے اور میرے درمیان بچھا دیا اور باتیں کرنا شروع کر دیں۔ جب آپ ﷺ نے بات ختم کر لی تو فرمایا! 'اسے اٹھا کر اپنے گرد لپیٹ لو' میں نے اسے لپیٹ لیا اس کے بعد میرا حافظہ اس قدر مضبوط ہو گیا کہ پھر مجھے کوئی بات بھولتی نہ تھی۔ (تاریخ ابن عساکر)۔ حضرت ابوہریرہ عبدالرحمٰن بن صخرؓ اس کثرت سے احادیث بیان کرتے کہ کچھ لوگ یہ گمان کرنے لگے کہ آپؓ خود گھڑ کر حدیثیں بیان کرتے ہیں (نعوذ باللہ) ایسا ایک واقعہ آپؓ خود بیان فرماتے ہیں: ''ایک دن مروان بن حکم آپؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا! آپؓ کے خلاف لوگ یہ بات کر رہے ہیں کہ ابوہریرہ بڑی کثرت سے احادیث رسول بیان کرتے ہیں کہیں یہ اپنے پاس سے باتیں بنا کر رسول ﷺ کی طرف منسوب تو نہیں کرتے جاتے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی رفاقت کم ہے جبکہ ان کا احادیث کا ذخیرہ زیادہ ہے۔ آپؓ نے مروان کی یہ بات سن کر فرمایا! جب میں مدینہ منورہ آیا تو اس وقت میری عمر تیس سال تھی پھر میں آپ ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کے ساتھ سایہ کی طرح رہا رات دن، سفر حضر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا۔ آپ ﷺ کے ہر ارشاد کو اپنے دل میں محفوظ کر لیتا۔ اس طرح میرا سینہ علم نبوت کا خزینہ بنتا چلا گیا۔ عمر، عثمان، طلحہ اور زبیرؓ جیسے کبار صحابہ بھی میری اس خوبی کے معترف تھے ؓ وہ بھی مجھ سے احادیث سنا کرتے تھے۔ عائشہؓ نے بھی حیرت انگیز لہجے میں اس نوعیت کا سوال کیا تھا'۔ حضرت ابوہریرہؓ سے تقریباً پانچ ہزار تین سو چوہتر احادیث مروی ہیں جن میں سے تین سو پچیس روایات پر بخاری و مسلم کا اجماع ہے۔ جبکہ ۷۹ احادیث میں بخاری اور ۹۳ احادیث میں مسلم منفرد ہیں۔ آپؓ سے احادیث روایت کرنے والوں میں کبار صحابہؓ بھی شامل تھے۔ امام المحدثین تو تھے ہی اس کے ساتھ ساتھ تقویٰ وطہارت کے معاملے میں بھی بہت آگے تھے۔ دن کو روزہ رکھتے' رات کا ایک تہائی حصہ عبادت کرتے، پھر بیوی کو بیدار کرتے' دوسرے تہائی حصے میں وہ مصروف عبادت رہتیں اور پھر وہ بیٹی کو اٹھا دیتیں اور رات کے تیسرے تہائی میں بیٹی اپنے دل اور گھر کو اللہ کی عبادت سے منور کرتیں۔ اس طرح پوری رات محدث ابوہریرہؓ کے گھر عبادت ہوتی رہتی۔

یزید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابوہریرہؓ نے کہا ''اللہ نے کوئی مومن پیدا ہی نہیں کیا جو میرا نام سن کر مجھ سے محبت کا اظہار نہ کرے''۔ میں نے پوچھا آپ کو کیسے پتہ چلا' فرمانے لگے جب میں اپنی والدہ کے قبول اسلام کی خبر رسول اللہ ﷺ کو دینے گیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مومنوں کے دلوں میں ہمارے لیے قدر و منزلت اور چاہت پیدا فرما دے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ ''اللھم حبب عبیدك هذا وامه الی عبادك المومنین وحببهم الیهما'' الٰہی اپنے اس بندے اور اس کی ماں کی قدر و منزلت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں پیدا فرما دے اور اپنے بندوں کی قدر و منزلت ان دونوں کے دلوں میں پیدا کر دے۔

(مسند امام احمد بن حنبلؒ)

آخری ایام میں آپؓ شدید بیمار ہوئے۔ صحابہ کرامؓ آپ کی عیادت کے لیے آئے تو آپ زار و قطار رونے لگتے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ اتنا کیوں روتے ہیں جبکہ دین کے لیے آپ کی بہت سی خدمات ہیں۔ فرمایا: مجھے یہ غم نہیں کہ میں اس دنیا سے جا رہا ہوں مجھے یہ غم ستا رہا ہے کہ زاد راہ بہت کم اور سفر بڑا طویل اور کٹھن ہے۔ جنت اور جہنم کے دوراہے پر کھڑا ہوں' پتہ نہیں کس طرف دھکیل دیا جاؤں گا۔ مدینہ کے گورنر مروان بن حکم عیادت کے لیے آئے۔ انہوں نے دلاسا بھی دیا لیکن ابوہریرہ عبدالرحمٰن بن صخرؓ کی آنکھیں مسلسل آنسو بہائے جا رہی تھیں۔ مروان ابھی عیادت کر کے گھر سے نکلے ہی تھے کہ اقلیم علم کے بادشاہ' امام المحدثین کی روح پرواز کر گئی۔ اس وقت آپؓ کی عمر ۷۸ برس تھی۔

(استفادہ: حکمران صحابہؓ)

(بریرہ شاہین محمود۔ میرپور آف شاہکوٹ)

جمالِ محمد ﷺ

سیدنا ابو رمثہ ؓ تیمی بتاتے ہیں کہ میں نے اپنے بیٹے کو ساتھ لیا اور اور مدینہ منورہ میں نبی مکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا میں نے جوں ہی آپ ﷺ کا کھلا، مسکراتا اور خوبصورت چہرہ دیکھا تو سمجھ گیا اور اپنے بیٹے سے کہا:

''هذا واللہ! رسول اللہ ﷺ

''یہ تو واقعی اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ ہیں''

کچھ جانثاروں نے آپ ﷺ کی محبت میں یوں بھی کہا:

''آپ سے زیادہ خوبصورت کبھی کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور آپ ﷺ سے زیادہ جمیل کسی ماں نے نہیں جنا۔ آپ ﷺ ہر قسم کے عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا کہ آپ ﷺ نے اپنی چاہت کے مطابق پیدا کیے گئے ہیں''

شاید تم میں سے کوئی ثمامہ بن اثال ؓ کی مثال زندہ کرنے والا بن جائے جو محمد ﷺ کی قید سے رہا ہو کر ہمیشہ کے لیے اس کی غلامی میں قید ہو گیا۔ اے محمد ﷺ! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمین پر جس قدر بھی چہرے ہیں ان میں سب سے بڑھ کر مجھے جس چہرہ پر غصہ آتا تھا وہ آپ کا چہرہ تھا' لیکن اب صورتحال یہ ہے کہ ان تمام چیزوں میں سے مجھے جس چہرے کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت ہے' وہ آپ کا چہرہ مبارک ہے۔'' (بخاری)

''مجھے بتاؤ' میرا محمد ﷺ کیسا ہے؟ سیدنا براء ؓ سے پوچھا گیا: کیا نبی ﷺ کا چہرہ تلوار جیسا تھا؟'' انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ چہرہ چاند جیسا تھا'' ایک روایت میں ہے آپ ﷺ کا چہرہ گول تھا۔

(صحیح بخاری و مسلم)

کعب بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ایسے دمک اٹھتا گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے' (صحیح بخاری) ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی۔ لگتا تھا کہ سورج آپ ﷺ کے چہرے پر رواں دواں ہے۔ (جامع ترمذی) سیدنا انس ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت تک سر اور چہرے کے بیس بال بھی سفید نہ ہوئے تھے صرف کنپٹی کے بالوں میں کچھ سفیدی تھی اور چند بال سر کے سفید تھے۔ (بخاری و مسلم)

سیدنا ابو جحیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے نچلے ہونٹ کے نیچے عنفقہ (داڑھی بچہ) میں سفیدی دیکھی۔ (بخاری) سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک بہت خوبصورت تھے اور معمولی سے خم دار تھے' نہ بالکل سیدھے اور نہ ہی گھنگھریالے تھے۔ جب آپ ﷺ بالوں میں کنگھی فرماتے تو ہلکی ہلکی ایسی لہریں بنتیں گویا پانی کے تالاب میں ہوا کے چلنے سے لہریں بن جاتی ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کا ماتھا مبارک اس قدر روشن اور تابدار تھا کہ محسوس یوں ہوتا تھا جیسے سورج کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ (صحیح بن حبان) سیدنا جابر بن سمرہ ؓ فرماتے ہیں کہ آنکھیں ایسی تھیں جیسے سرمہ لگی ہوئی اگر تم لوگ دیکھتے تو یہی کہتے کہ آپ ﷺ نے آنکھوں میں سرمہ ڈالا ہوا ہے حالانکہ سرمہ ڈالا ہوا نہیں تھا۔ (مسند امام احمد) ام معبد فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی پلکیں لمبی تھیں۔ (مستدرک حاکم)

سیدہ عائشہ ؓ فرماتی تھیں کہ نبی ﷺ کے دونوں ابروؤں کے درمیان جو فاصلہ تھا یہ خالص چاندی کی طرح سفید تھا اور چمک دار تھا۔ (دلائل النبوۃ) جب آپ غصے میں ہوتے تو چہرہ سرخ ہوتا گویا دونوں رخساروں میں دانہ انار نچوڑ دیا گیا ہے۔ (مشکوۃ)

سیدنا ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے آگے کے دونوں دانت الگ الگ تھے جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو ان دانتوں کے درمیان سے جیسے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا۔ (ترمذی مشکوۃ)

سیدنا انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ریشم کا کوئی باریک کپڑا ایسا نہیں چھوا جو نبی ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم ہو۔ (صحیح البخاری)

سیدنا ابو جحیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھا تو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (صحیح البخاری)

سیدنا ہند بن ابی ہالہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے تلوے قدرے گہرے تھے۔ قدم ایسے ہموار اور چکنے تھے کہ ان پر پانی نہیں ٹھہرتا تھا بلکہ فوراً پھسل جاتا تھا۔ (مسلم)

سیدنا انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاؤں مبارک موٹے تھے۔ نبی ﷺ کا قد درمیانہ تھا۔ (بخاری) سیدنا انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسی کوئی خوشبو نہیں سونگھی جو نبی ﷺ کے بدن مبارک کی خوشبوؤں سے بڑھ کر ہو۔ (بخاری) سیدنا انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی ریشم ایسا نہیں چھوا جو رسول ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور نہ کبھی کوئی عنبر یا مشک یا کوئی ایسی خوشبو سونگھی جو رسول ﷺ کی خوشبو سے بہتر ہو۔ (صحیح بخاری)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا پسینہ گویا موتی ہوتا تھا ام سلیم ؓ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کا پسینہ ہی سب سے عمدہ خوشبو ہوتا تھا۔ (صحیح مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کسی راستے سے تشریف لے جاتے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی اور گزرتا تو آپ ﷺ کے جسم یا پسینہ کی خوشبو کی وجہ سے جان جاتا کہ آپ ﷺ یہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔ (دراجی مشکوۃ) سیدنا علی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب چلتے تو قدرے جھک کر چلتے گویا کسی ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔ (ترمذی)

آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو کبوتر کے انڈے جیسی اور جسم مبارک ہی کے مشابہ تھی یا بائیں کندھے کی کری (نرم ہڈی) کے پاس تھی اس پر مسوں کی طرح تلوں کا جمگھٹ تھا۔ (صحیح مسلم) گردن گویا چاندی کی صفائی لیے ہوئے گڑیا کی گردن تھی۔ پلکیں طویل' داڑھی گھنی' پیشانی کشادہ' ابرو پیوستہ اور ایک دوسرے سے الگ' ناک اونچی، رخسار ہلکے' شکم اور سینہ برابر، سینہ مسطح اور کشادہ' کلائیاں بڑی بڑی' ہتھیلی کشادہ' قد کھڑا، تلوے خالی، اعضاء بڑے بڑے، جب چلتے تو جھٹکے کے ساتھ چلتے، قدرے جھکاؤ کیساتھ آگے بڑھتے اور سہل رفتار سے چلتے۔

واحسن منك لم ترقط عيني
واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبراء من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

(استفادہ: از الرحیق المختوم)

امۃ الرقیب عبدالمجید ساہدوی۔ سادھو گورائیہ





- شہادت ایک ایسا پرندہ ہے جو صرف میدان جہاد میں اڑتا ہے اور اس کو پکڑنے کیلئے خون کا جال بچھایا جاتا ہے۔
- شہادت ایک ایسا کھیل ہے، جس میں جان کی بازی لگائی جاتی ہے۔
- شہادت ایک ایسی مٹھائی ہے جو دیکھنے میں کڑوی اور چکھنے میں میٹھی ہے۔
- شہادت ایک ایسا پودا ہے جو صرف میدان جنگ میں اگتا ہے اور اسے خون کا پانی دیا جاتا ہے۔
- شہادت ایک ایسا راستہ ہے جو صرف جنت میں لے جاتا ہے۔

(اسداللہ اکرام مجاہد۔صادق آباد)
مسئول الحمد یہ روضہ سوسائٹی، صادق آباد

انمول موتی



- جب تجھے نیکی کر کے خوشی ہو اور برائی کر کے پچھتاوا ہو تو تُو مومن ہے۔
- جس پر نصیحت اثر نہ کرے وہ جان لے کہ ایمان سے اس کا دل خالی ہے۔
- گناہ کو ترک کر دینا توبہ کی تکلیف سے زیادہ آسان ہے۔
- دنیا میں وہی لوگ سر بلند رہے ہیں جو تکبر کے تاج کو دور پھینک دیتے ہیں۔
- بداخلاقی اندرونی نجاست کی نشانی ہے۔

(اخت حافظ نبیل۔میاں چنوں)

پروانہ رسول ﷺ ہو تو ایسا.......!



☆ سب سے پہلے ایمان لانے والے......صدیق رضی اللہ عنہ
☆ سب سے پہلے حرم کعبہ میں توحید کی خاطر ماریں کھانے والا......صدیق رضی اللہ عنہ
☆ سب سے پہلے سفر حج کا امیر بننے والے...... صدیق رضی اللہ عنہ
☆ سب سے پہلے قرآن کریم کو جمع کرنے والے......صدیق رضی اللہ عنہ
☆ سب سے پہلے سب مال ومتاع نچھاور کرنے والے......صدیق رضی اللہ عنہ
☆ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو آزاد کرنے والے...... صدیق رضی اللہ عنہ
☆ رسول اللہ ﷺ کے مصلی پر نمازیں پڑھانے والے......صدیق رضی اللہ عنہ
☆ شب ہجرت میں رفاقت ادا کرنے والے...... صدیق رضی اللہ عنہ
☆ غارِ ثور کو صاف کرنے والے......صدیق رضی اللہ عنہ
☆ نبوت پر بے شمار احسانات کرنے والے...... صدیق رضی اللہ عنہ
☆ وفات مصطفیٰ ﷺ پر بے مثال خطبہ دینے والا ......صدیق رضی اللہ عنہ
☆ جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جانے والا ......صدیق رضی اللہ عنہ
☆ روضہ نبوی ﷺ میں دفن ہونے والا...... صدیق رضی اللہ عنہ

بیواؤں کی خدمت سے جسے عار نہیں ہے
وہ صاحب دولت وہ سلطان ہے صدیق رضی اللہ عنہ
ہاں بعد رسولان خدا سچ تو یہی ہے
تاریخ کا سب سے بڑا انسان ہے صدیق رضی اللہ عنہ

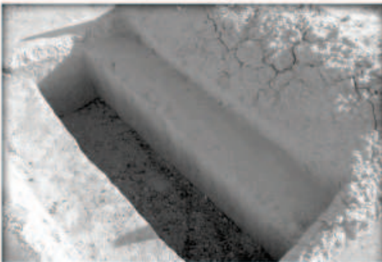
(انعم، زنیرہ خالد، رینالہ خورد)

میرے پسندیدہ اشعار

کشمیر جل رہا ہے مسلماں تو کہاں ہے
مسلماں تیرا جذبہ ایماں کہاں ہے
میرے خون کے چھینٹے تم پاؤ
بکھری ہوئی جن راہوں میں
رکنا نہ کبھی ان جگہوں پر
بڑھ جانا تم ان راہوں سے

(عبیداللہ، سیکٹر مسئول روضہ سوسائٹی بہاولنگر)

قبر کی مٹی



سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر انسان کے پاس دو وادیوں کے برابر بھی مال ہو تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا اور آدمی کا پیٹ صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔(بخاری ومسلم)

(حافظ عبدالرحمٰن سادوی)

تھکن دور کرنے کی دعا



رسول اللہ ﷺ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کام کی وجہ سے تھک جانے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! سوتے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو تمہاری تھکن دور ہو جائے گی۔ (بخاری کتاب الدعوات)

(مریم اکرام۔صادق آباد مظہر فرید کالونی)

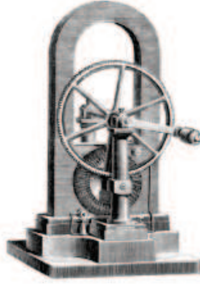
اسلامی باتیں



- ہر چیز کی ایک نشانی ہوتی ہے اور ایمان کی نشانی نماز ہے۔
- تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا اور پھر دوسروں کو سکھانا ہے۔
- محنت زندگی ہے اور بیکاری موت۔
- معاف کر دینا دشمن پر فتح حاصل کر لینا ہے۔
- بہترین انسان وہ ہے جس کا اخلاق بہترین ہو۔
- جس دل میں برداشت کی قوت ہو وہ کبھی نہیں ہارتا۔
- احتیاط دانشمندی کی سب سے بڑی بیٹی ہے۔
- صبر کشادگی کی کنجی ہے۔

(مراسلہ: محمد عدنان بٹ۔صادق آباد)

بجلی کی تاریخ



یونان کے تھیلز نامی مشہور سائنسدان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے چھ سو سال پہلے ایک تجربے سے ثابت کیا کہ اگر ریشم کے کپڑے سے شیشے کی سلاخ کو رگڑا جائے تو سلاخ میں ایسی کشش آجائے گی جو کاغذ کے ہلکے سے پرزے، پتوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں اور تنکوں کو اپنی طرف کھینچے گی۔ بہت عرصہ بعد ایک اور سائنسدان جس کا نام سٹیفن گرے تھا۔ اس نے انسولیٹر اور کنڈکٹر دریافت کیے۔ اس کے بعد اٹلی کے پروفیسر ایلیسینڈرو وولٹا نے کیمیائی طریقے سے بجلی پیدا کرنے کا طریقہ ایجاد کیا۔ اس نے جست اور تانبے کی بہت ساری پلیٹیں ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر اور دونوں پلیٹوں کے درمیان گیلا کپڑا رکھ کر اور باہر کی دونوں پلیٹوں کو تار کے ذریعے ملایا تو کرنٹ گزرنے لگا اور اس طرح اس نے ثابت کیا کہ دو مختلف دھاتوں کو ملانے سے بجلی کام کرنے کے لیے حاصل ہونے لگتی ہے اور 80 سال تک بیٹری کے علاوہ کوئی طریقہ مسلسل بجلی حاصل کرنے کا دریافت نہ ہوا اور بجلی کی ایجاد میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔



رورسٹڈ جس نے ایک دن کلاس کو لیکچر دیتے ہوئے اتفاقیہ طور پر پتہ لگایا کہ ایک دن جب وہ کلاس کو لیکچر دے رہا تھا اور وولٹا سیل کا تجربہ کر رہا تھا تو وولٹا سیل کے پاس رکھی ہوئی کمپاس (قطب نما) لرزنے لگی اور جب سیل کا سوئچ آف کیا سوئی پھر اصلی حالت پر آگئی۔ یہ واقعہ 1819ء کو پیش آیا۔ اس تجربے سے فائدہ اٹھا کر ایک جرمن الیکٹریشن نے گیلوانومیٹر ایجاد کیا۔ اس کے بعد 1831ء میں مائیکل فراڈے نے الیکٹرومیگنٹ انڈکشن کے اصول پر ایک مشین ایجاد کی جس کا نام ڈائینمو ہے اور جنریٹر اسکا دوسرا نام ہے۔ اس دن سے بجلی پیدا کرنے کا وسیلہ وجود میں آیا اور آج تک اسی مشین سے بجلی ہمیں مسلسل دستیاب ہے۔

(کاشف علی، شاہد علی، گولارچی ضلع بدین، سندھ)

بارگاہ رب العزت میں



ملی یہ محبتِ عظمیٰ ہمیں تیری محبت سے
ہوئے آزاد ہر غم سے مبرا ہر مصیبت سے
گناہوں کی حرارت نے چمن کا دل جلا ڈالا
کوئی چھینٹا ادھر بھی آئے تیرے ابرِ رحمت سے
شرف بخشا الٰہی تو نے جس کو اپنی چاہت کا
کبھی مانوس نہیں ہوتا وہ دنیا کی چاہت سے
حقیقت پوچھنے والو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
حقیقت اور بھی چھپ جاتی ہے اظہارِ حقیقت سے
ہمیشہ زخم دل کھائے ہیں سے ہم نے اے عاجزؔ
مسلسل پیش آئے جن سے ہم حسنِ عقیدت سے

(عمارہ وحید، سمندری)

اسلام کا مجاہد

حافظ سیف اللہ منصور شہید رحمہ اللہ

لدے ہوئے بیل اور گاڑیوں کے لٹے پھٹے قافلے انجان شاہراہوں پر گامزن تھے۔ کچھ پیدل اور کچھ سوار غم سے نڈھال...... پریشانی سے برے حال اور آنکھیں منزل کا نشان ڈھونڈ رہی تھیں۔ میلوں کا سفر طے کرنے کے بعد آخر کار اس قافلے نے ایک گاؤں کو منزل سمجھ کر ڈیرے لگا لئے۔

اس قافلے میں ایک بارہ سال کا لڑکا بھی شامل تھا۔ جس کی آج حالت یہ کہ چہرہ جھریوں سے پُر، دراز عمر وقد، سر پر پگڑی، ہاتھ میں مضبوط لاٹھی، قمیض اور چادر میں ملبوس اپنی داستان سنا رہا تھا۔

یہ شخص قیام پاکستان سے بارہ سال قبل امرتسر (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد ضلع لاہور کے ایک گاؤں جیا بھگا میں پناہ لی۔ چند سال بعد ماموں زاد کے ساتھ نکاح کے بندھن میں بندھ گئے۔ ان کے ہاں 8 بچوں کی پیدائش ہوئی۔ سب سے بڑے لڑکے کا نام ماں اور نانا نے سیف اللہ تجویز کیا۔ پرورش خالصتاً دینی انداز میں ہوئی۔ یہ بچہ جب 6,5 سال کا ہوا تو سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ دادا علاقہ کے سرپنچ تھے اور پنچایتوں میں منصف کی حیثیت سے شرکت کرتے۔ ان کی بڑی شدید خواہش تھی کہ میرا یہ پوتا پڑھا لکھا ہو۔

دادا اور دادی کی خواہش تھی کہ دین کی تعلیم حاصل کرے تا کہ ہمارے لئے صدقہ جاریہ بنے۔ دادی اماں بھی بہت زیادہ دعائیں دیتیں اور اپنے اس پوتے کو مخاطب کر کے کہتیں: بیٹا میں آپ کے بعد بہت زیادہ پھونکیں مارتی ہوں کیا آپ تک پہنچتی ہیں؟

عظیم مائیں عظیم سپوتوں کو جنم دیتی ہیں۔ والدہ بہت زیادہ تلاوت کرتیں۔ سکول اور گھر کی عمارت سانجھی تھی۔ والد صاحب کہتے کہ غربت کی وجہ سے خاطر خواہ انتظامات تو نہ کر سکے مگر یہ بیٹا اپنی ہمت پر سکول جاتا رہا۔ جبکہ چھوٹے بھائیوں کو تعلیم سے کوئی غرض نہ تھی۔ پانچویں کلاس میں ان کے ساتھ ایک خطرناک واقعہ پیش آیا۔ ہوا کچھ یوں کہ موسم گرما میں گندم کی فصل کی کٹائی کے بعد والدہ محترمہ گندم بوریوں میں ڈالنے کے بعد انہیں سی رہی تھیں کہ سوا ان کی آنکھ میں لگ گیا اور وہ آنکھ ضائع ہوگئی۔ واقعتاً بہت بڑا نقصان تھا، سب بہت زیادہ پریشان ہوئے مگر یہ آنکھ کا نقص بھی ان کی پڑھنے لکھنے کی دلچسپی میں رکاوٹ نہ بن سکا۔ چھٹی کلاس کے بعد تو چھوٹے بچوں کو پڑھانا بھی شروع کر دیا۔

عام بچوں کی طرح مار دھاڑ اور گالم گلوچ ان کی عادات میں شامل نہ تھا بلکہ ہر ایک سے محبت سے پیش آتے، چھوٹے بہن بھائیوں سے پیار کرتے اور ان کی مدد کرتے۔ بڑے ان کی خدمت و اطاعت سے لطف اٹھاتے۔ شروع ہی سے بڑے پرجوش اور ہمت و حوصلہ کی بات کرنے والے تھے۔

دسویں کلاس کے بعد حفظ کے لئے جامعہ اسلامیہ فیصل آباد میں داخلہ لیا۔ حفظ کرنے کے بعد اپنی باقی تعلیم بھی دین سے متعلق جاری رکھنے کا عزم کرتے ہوئے جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخلہ لیا۔

کمرہ نمبر 25 میں رہائش کے لئے جگہ فراہم کی گئی۔ یہ وہ کمرہ ہے جہاں مجاہد ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ رہائش پذیر رہے اور اپنی فصاحت و بلاغت سے معرکہ آرائیوں کا آغاز اسی مدرسہ سے کیا۔ ان کے ہم کمرہ ساتھیوں میں محترم عبدالرحمٰن حفظہ اللہ بھی شامل تھے۔ ان کا شمار ان طلبہ میں تھا جو تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنی انمٹ یادیں چھوڑ جاتے ہیں۔ مدرسے کا گراؤنڈ اس دور میں چٹیل میدان تھا مگر اس کی تزئین و آرائش ان کا کام تھا۔ چھوٹی چھوٹی کیاریاں، گھاس اور شجرکاری کا کام شروع کیا اور چند ہفتوں میں جامعہ کی حالت بدل کر رکھ دی۔ ساتھیوں کے معاملات کو حل کرنا، ان کے مسائل کو حل کرنے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ مثلاً سالن اور روٹی وغیرہ کی کمی ہوتی تو اپنی معاملہ فہمی اور اساتذہ کرام سے

بہتر تعلقات کی بناء پر اس کو حل کرتے۔

مدرسہ کے سامنے ایک خالی پلاٹ پڑا تھا' وہاں کچھ لوگ جمع ہوئے اور ڈھول بجانا شروع کر دیا۔ جس طرح ہمارے ہاں یہ جہالت عام ہے۔ انہیں جا کر نصیحت کی کہ یہ طلباء کا مدرسہ ہے' اس طرح کے شور اور غیر شرعی کام سے ماحول خراب ہوتا ہے' آپ یہ کام بند کریں مگر جب باز نہ آئے تو ساتھیوں سمیت ان کو وہاں سے جانے پر مجبور کیا۔

طلباء کے کرایہ جات جب بڑھنا شروع ہوئے اور ٹرانسپورٹر حضرات نے کوئی نہ سنی تو کمرہ نمبر 25 میں رہائش پذیر طلباء کی میٹنگ میں آپ نے سرپرستی کی اور وہ مسئلہ حل کرایا جس کا فائدہ آنے والے کئی سال تک طلباء کو ہوتا رہا۔ یہ کام ٹرانسپورٹرز کے ساتھ مجلس و مشاورت کے بعد طے پایا اور طلباء کو بس کارڈ جاری ہوئے۔ مدرسہ کے اندر مختلف مقابلہ جات شروع کروائے تاکہ مدرسے کی صفائی وستھرائی اور خوبصورتی میں اضافہ کیا جائے۔

جمود' سستی و کاہلی انہیں بالکل بھی پسند نہ تھی۔ ہمہ وقت تیار رہتے' ان کا ورزش اور دوڑ کا معمول طے تھا۔ اس کام کے لئے وہ ساتھیوں کو بھی ابھارتے' فجر کی نماز کے بعد جوتے پہن کر نشاط آباد پاور سٹیشن جو جامعہ سے تقریباً 4 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے' وہاں تک دوڑ لگاتے۔ کلاس شروع ہونے سے قبل واپس پہنچتے۔ مدرسہ کی شمال مغربی جانب برنالہ روڈ پر ایک باغ ہے' عصر کے بعد اس کی سیر کو جاتے۔

ایثار و قربانی کا جذبہ ان میں بچپن ہی سے تھا۔ ساتھیوں کے ساتھ کھانے کے دوران سب سے پہلے ہاتھ کھینچتے تاکہ ساتھیوں کو آسانی رہے۔ گھر سے چاول لاتے اور اس سے اکثر اوقات ساتھیوں کی ضیافت کرتے۔

پروفیسر ظفر اقبال سے ملاقات کے بعد مدرسہ کے اندر ہی اسرۃ البدر کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد رکھی۔ آپ کا ذہن شروع ہی سے بڑے عظیم اہداف وعزائم لئے ہوئے تھا۔ قائدانہ اور تنظیمی صلاحیتیں دور طالب علمی میں ہی نکھرنا شروع ہو گئیں۔ اس تنظیم کو مضبوط بنایا' ساتھی طلباء کو اس میں شامل ہونے کی دعوت دی اور لٹریچر کی تقسیم کا آغاز کیا اور اس کی مشہوری کے لئے ساتھیوں کو مہم دی کہ ''اسرۃ البدر'' جگہ جگہ لکھ دیں۔ پھر تو اگلے ہی دن جامعہ کا نقشہ بدلا ہوا تھا۔

اس تنظیم کا نام تھوڑے ہی عرصے میں جگہ جگہ مشہور ہو گیا۔ 1984ء میں آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس منعقدہ مینار پاکستان لاہور میں سیکورٹی کے فرائض اسرۃ البدر کے جوانوں کے سرانجام دیئے۔

اسی طرح کوٹ ادو میں معہد الشریعہ مدرسہ کی بنیاد کے وقت ایک عظیم الشان پروگرام منعقد ہوا۔ اس پروگرام کے انتظامات اور سیکورٹی کے فرائض کے لئے اسرۃ البدر کی خدمات حاصل کی گئیں۔ وہاں آئے ہوئے مسٹر علی احمد تالپور سے کھانے کے دوران سیر اپنی تنظیم اسرۃ البدر پر سیر حاصل گفتگو کی۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ سے ملاقاتیں کیں تاکہ اپنے جہادی خیالات سے متعلق کچھ انہیں سنائیں اور کچھ ان کی سنیں۔ علامہ صاحب کی شہادت کے بعد مال روڈ لاہور پر ایک بہت بڑے جہادی جلسے کے اہتمام کے لئے جامعہ سلفیہ سے کثیر تعداد میں طلباء لائے۔ ان کے اندر حق بات کہنے کی خوبی تھی۔ حق بات کہتے اور ڈٹ جاتے چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ اسرۃ البدر کی جب سرگرمیاں بڑھیں تو قافلوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس کے لئے پہلا قافلہ کالا باغ کی طرف روانہ ہوا جس کی قیادت حافظ عبداللہ بہاولپوری کر رہے تھے۔ وہاں عوام الناس کو دعوت دی اور کالا باغ سے مری کے درمیان سفر پیدل پہاڑ عبور کر کے کیا۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت کے بعد جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ بخاری کی کلاس کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کے بھائی بتاتے ہیں جب ہم ملاقات کے لئے جاتے تو انہیں ہمیشہ دعوتی سرگرمیوں میں مصروف پاتے۔ ایک دفعہ سفر پر روانہ ہوئے۔ تین سوٹ ہمراہ تھے' دو دوران سفر چوری ہو گئے۔ اس ایک سوٹ سے آٹھ ماہ تک گزارا کرتے رہے۔ جب نہانے جاتے کپڑوں سمیت ہی نہاتے' اس طرح کپڑے بھی دھل جاتے۔

حس مزاح بھی خوب تھی' کہتے کسی ساتھی کا تزکیہ گم ہونے کے بعد کسی کو ملے تو دوسرے کو ہرگز نہ دے تاکہ وہ بھی یہاں ٹھہر جائے۔ میرا بھی تزکیہ گم ہوا ہے اور میں 8 ماہ سے ادھر ہی ہوں۔ حافظہ بلا کا تھا' اپنے بچپن کے ساتھیوں کو ہمیشہ یاد رکھتے اور رشتہ داروں سے رشتہ داری بھی خوب نبھاتے۔

یہ بچپن ولڑکپن یہ حافظ سیف اللہ منصور شہید رحمہ اللہ کا ہے جو چند دن قبل اچانک ہمیں غمزدہ چھوڑ گئے۔ جماعت میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ نہایت اہم ذمہ داریوں پر فائز تھے۔ طلباء کے ساتھ ان کی محبت مثالی تھی اور روضۃ الاطفال کے مستقل قاری تھے' اکثر ساتھیوں کو نصیحت کرتے کہ روضۃ الاطفال کا مطالعہ ضرور کریں یہ بہت زبردست رسالہ ہے۔ روضۃ الاطفال میں جب بھی تاریخی حوالے سے کسی رہنمائی کی ضرورت ہوئی وہ اپنے مطالعہ اور علم کی بنیاد پر ضرور رہنمائی اور تجاویز سے نوازتے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

(طٰہٰ منیب)



رپورٹ تقریری مقابلہ
المحمدیہ روضہ سوسائٹی لاہور

اتوار کی صبح نماز فجر کے بعد گھر پہنچا تو فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔احمد بھائی نے میٹنگ کی یاددہانی کروائی اور فوراً پہنچنے کو کہا۔کمرے میں المحمدیہ روضہ سوسائٹی لاہور کے ذمہ داران موجود تھے۔

میٹنگ کا آغاز ہوا۔ محاسبہ، گزشتہ کام کی رپورٹ اور آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کیا گیا جس میں سرفہرست ماہ نومبر میں تقریری مقابلہ جات کا انعقاد تھا۔پھر چند روز میں پروگرام کی تیاریوں کا باضابطہ آغاز کیا گیا۔ضلع کی سطح پر ہونے والے اس مقابلے میں شرکت کی دعوت ہم ستر کے قریب سکولوں میں لے کر پہنچے۔

پھر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور پروگرام کے انعقاد کا دن آ پہنچا۔آٹھ بجے کے قریب بچوں کی آمد کا آغاز ہوا۔استقبالیہ پر موجود عمیر بھائی کو اپنا نام رجسٹرڈ کروانے کے بعد بچے ہال میں داخل ہونے لگے۔دیکھتے ہی دیکھتے پنڈال کی رونقیں دوبالا ہونے لگیں۔تھوڑی دیر میں جج صاحبان بھی تشریف لے آئے۔مقررہ وقت کے مطابق پروگرام کا آغاز رب کائنات کے پاک کلام سے ہوا۔عمر سعید کی روح پرور تلاوت اور احمد افتخار کے پُر جوش ترانے کے بعد مقابلہ کے قواعد وضوابط کا اعلان کیا گیا اور بغیر کسی تاخیر کے ننھے مقرر سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر آنے والا پہلے سے بڑھ کر اپنی صلاحیتوں کا سکہ منواتا ہوا نظر آتا۔ولولہ انگیز اور پراثر خطابات کا یہ سلسلہ......!

یہ بچوں کا مقابلہ کم اور قومی سطح پر ہونے والا اجلاس زیادہ معلوم ہوتا تھا۔یہ بچے کم اور تاریخ دان زیادہ نظر آتے تھے۔تقاریر کا سلسلہ پوری آب وتاب سے جاری وساری تھا کہ اتنے میں آج کی تقریب کے مہمان خصوصی امیر المحمدیہ سٹوڈنٹس پاکستان، انجینئر محمد حارث بھائی تشریف لے آئے ان کی آمد کچھ دیر بعد مدیر مرکز القادسیہ محترم ابوذر بھائی اور اساتذہ کمیٹی پنجاب کے چیئرمین رانا ارشد صاحب بھی آن پہنچے۔مہمانانِ گرامی کا استقبال محمد سرمد کے خوبصورت آواز میں پڑھے گئے ترانے سے کیا گیا۔

''سن لو دنیا کے فرعونو! وقت وہ آنے والا ہے'' اس ترانے نے کچھ ایسا سماں باندھا کہ ہر طرف تکبیر اور ان شاء اللہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور یہ ننھے مجاہد ''دین کے ہم لوگ سپاہی'' کا نعرہ بلند کرتے ہوئے نظر آئے۔ننھے مقرر سامعین کو اپنے انداز بیاں سے متاثر کرتے رہے کہیں اقبال کے شاہین کے اوصاف، تو کہیں نوجواں مسلم کے زوال کے اسباب کے تذکرے۔شاہیں کے جو اوصاف ان ننھے مجاہدوں نے بیان کیے اسے سن کر شاہین تو کیا کرگس میں بھی شاہینی روح بیدار ہونے لگی۔لاہور کے مختلف سکولوں سے آنے والے طلباء کسی مایہ ناز مقرر اور واعظ سے کم نہ تھے۔جب تقاریر کا سلسلہ ختم ہوا۔ثاقب مجید بھائی نے المحمدیہ روضہ سوسائٹی کا مختصر تعارف اور اس کے اہداف ومقاصد سے آگاہ کیا۔آخر وہ گھڑیاں بھی آ پہنچیں۔جس کا ہر کسی کو بے قراری سے انتظار تھا۔عبداللہ یوسف بھائی نتیجے کے اعلان کے لیے سٹیج پر پہنچے تو ہر ذہن مضطرب تھا اور دلوں کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔جج صاحبان کے حتمی فیصلہ کے مطابق ٹاؤن شپ سے محمد مصعب نے پہلی، ہربنس پورہ کے شاہیر نے دوسری، گلشن راوی کے محمد اسامہ نے تیسری اور اسی طرح اعوان ٹاؤن کے عثمان یٰسین اور مرید کے کے اسامہ عباس نے بالترتیب چوتھی اور پانچویں پوزیشن حاصل کی۔انعامات کی تقسیم کے بعد محمد حارث بھائی نے مختصر وقت میں انتہائی جامع اور قیمتی نصیحتیں کیں کہ ہم نے معاذ 'معوذ رضی اللہ عنہما کے پیروکار بن کر اسلام کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرنی ہے۔مہمانوں کو شیلڈز پیش کی گئیں اور مقابلے کہ تمام شرکاء میں سرٹیفکیٹس اور تحائف تقسیم کیے گئے۔آخر میں احمد بھائی نے تمام بھائیوں کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ کفارہ مجلس کی دعا پڑھائی۔پرتکلف ضیافت کے بعد نیک تمناؤں اور ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ ایک دوسرے کو الوداع کہا گیا۔اللہ کی خاص مدد اور نصرت سے یہ پروگرام تکمیل کو پہنچا۔

(عمار حنیف مسئول المحمدیہ روضہ سوسائٹی وسطی وشمالی لاہور)



المحمدیہ روضہ سوسائٹی پاکستان

اقبال کا شاہین

آدابِ گفتگو

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

ننھے ساتھیو!

دیکھیں ناں! ہمارے منہ میں موجود ایک گول سا لوتھڑا اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے اور سب سے بڑی نعمت یہ کہ اللہ نے اسے بولنے کی طاقت عطا کر دی ورنہ کتنے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو زبان تو رکھتے ہیں مگر بول نہیں سکتے......!

زبان تو ہر انسان اور حیوان کی ہوتی ہے...... جانور اور پرندے بھی اپنی مخصوص بولیوں کے لیے اسے استعمال کرتے ہیں مگر انسان کی زبان کی کتنی اہمیت ہے؟؟؟ اس میں کتنی فصاحت و بلاغت ہے کہ وہ زبان کے ذریعے ہی قرآن کی خوب صورت آواز میں تلاوت کرتا ہے...... نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیغام اور احکام کو دنیا تک پہنچاتا ہے......! دلوں کے تاثرات اور خیالات سے آگاہ ہونے کے لیے یہ زبانیں کتنی اہمیت رکھتی ہیں؟ دیکھیے جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے اور بول نہیں سکتا تو سب اسکی پریشانی کو سمجھ نہیں پاتے اور محض دوسرے جسمانی اعضاء کی حرکت سے اندازہ لگاتے رہتے ہیں...... زبان جتنی اہم ہے، اس کے استعمال میں احتیاط اس سے بھی زیادہ اہم ہے...... کیونکہ کہتے ہیں ناں کہ ''جسم کے زخم مل جاتے ہیں لیکن زبان کے زخم مندمل نہیں ہوتے......'' تو آج ہم آداب زندگی میں گفتگو کے آداب سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (البقرۃ:۸۳)

''اور لوگوں سے بھلی بات کہو''۔

انسان جب گفتگو کرتا ہے تو اسکا اصل محل و مرکز زبان ہوتی ہے...... انسان کا دماغ بہت کچھ سوچتا ہے مگر جو زبان پر آ جائے وہ گفتگو بن جاتی ہے......! گفتگو کے بارے میں احتیاط کا ہی درس دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (سورۃ ق آیت نمبر18) کہ ''انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے وہ لکھنے کو اس کے پاس ایک نگران (فرشتہ) تیار ہوتا ہے''

یعنی ہم جو بات بھی منہ سے نکالتے ہیں وہ نوٹ کر لی جاتی ہے اور روز قیامت ہم پر گواہ بنے گی۔ تبھی تو اس زبان کے بارے میں احتیاط کا درس دیتے ہوئے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص مجھے دو باتوں کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں ان میں سے ایک جو دو جبڑوں کے درمیان (زبان) ہے۔'' (صحیح بخاری) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ'' بولنے کے آداب میں سب سے پہلے تو یہ ذہن میں رہے کہ سچ بولنا ہے اور جھوٹ سے بچنا ہے...... کہ سچ خالق کو راضی کرنے کے لیے بولا جاتا ہے اور جھوٹ مخلوق کی رضا حاصل کرنے کے لیے......!!! اور پھر ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے آگے انسان کو بار بار جھوٹ بولنا پڑتا ہے کہ اپنے الفاظ سے پلٹنا تو انسان اپنی توہین تصور کرتا ہے ناں......؟

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ پریشانی کو جنم دیتا ہے، یہ کھٹک ہے'' (صحیح بخاری) بات صرف اسی صورت میں کی جائے جب سب متوجہ ہوں اور بات کہنا ضروری ہو۔ ہر وقت فضول گفتگو سے عموماً نقصان اور دل بے چین رہتا ہے کیونکہ نجانے ہم کس کس کی غیبت، چغلی، جھوٹ، بہتان کیا کچھ ملاتے چلے جاتے ہیں......؟؟؟

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے''۔ (متفق علیہ) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی بات نہ کرو جس پر پچھتانا پڑے''۔ (مسند احمد) نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا: ''جو خاموش رہا اس نے نجات پائی'' (مسند احمد) کیونکہ ہر وقت بولتے رہنے سے انسان کی زبان سے ایسی باتیں بھی نکلتی جاتی ہیں جو بہت سے لوگوں کے لیے اذیت کا سبب بن جاتی ہیں...... جب وہ یہ باتیں سنتے ہیں تو تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو سوچیے! کہ ہمارا شمار کیسے مسلمان میں ہوتا ہے؟؟؟

''حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں''۔ (صحیح بخاری)

بات کرتے وقت اپنا لہجہ نرم رکھیے کیونکہ لہجے کی سختی عموماً مقاصد سے دور کر دیتی ہے پیارے نبی ﷺ پر اپنی رحمت کا اظہار یوں کیا کہ: ''پس (اے نبی ﷺ) آپ اللہ کی رحمت کے باعث ان کے لئے نرم ہو گئے۔'' (آل عمران:159)

مزید کہا: ﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ لیکن لڑکیاں اور عورتیں، غیر محرم مردوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے تہذیب کا دامن تو نہ چھوڑیں لیکن آواز میں لچک کی بجائے ذرا سختی رکھیں کیونکہ مومن عورتوں کو حکم ہوا کہ:

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا﴾ (الاحزاب:32)

''(کسی بھی غیر محرم سے) نزاکت سے (نرم و ملائم لہجے میں) بات نہ کیا کرو کہ پھر وہ شخص جس کے دل میں روگ ہو طمع کرنے لگے اور تم معقول بات کہا کرو''۔

گفتگو کے دوران آواز میں (Shout) پیدا نہ کیجیے...... بلکہ تحمل بھرے انداز میں اس طرح گفتگو کیجیے کہ سننے والا اچھی طرح سمجھ سکے......! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ. (ابوداؤد، کتاب الادب)

''رسول اللہ ﷺ کی گفتگو صاف اور واضح ہوتی جس پر سننے والا سمجھ لیتا''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو تین بار دہراتے یہاں تک سمجھ لیا جاتا اور جب لوگوں کے پاس جاتے تو انہیں سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے'' (رواہ البخاری۔ کتاب العلم)

(جاری ہے)

جویریہ بتول۔ چکوال



نیچے دی گئی تصویر کے تمام حصوں کو کاٹ کر علیحدہ کرلیں اور دی ہوئی تصویر کے مطابق مکمل کر کے اس کے نمبرز کی ترتیب ہمیں ارسال کریں۔

درست ترتیب ارسال کرنے والوں میں قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات تقسیم کیے جائیں گے۔

باغ جناح

باغ جناح، پاکستان کے صوبہ پنجاب میں لاہور کے مقام پر ایک تاریخی باغ ہے۔ یہ اس سے پہلے لارنس گارڈن یا لارنس باغ کہلایا کرتا تھا۔ یہاں سبزہ زار، نباتاتی باغ اور ایک مسجد کے علاوہ جناح لائبریری بھی واقع ہے جو کہ گورا بلڈنگ میں قائم کی گئی ہے۔





حل پزل شمارہ 155 کے جیتنے والوں کے نام

اول عامر شہزاد ولد محمد شریف۔ ضلع جہلم

دوم محمد شعیب۔ ڈیرہ غازی خان

سوم صدیق احمد بلوچ، فاروق احمد، سکھیکی

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا صبر

قصص انبیاء کے

حضرت یسع علیہ السلام بوڑھے ہوگئے تو آپ نے یوں فرمایا: ”کتنا اچھا ہو کہ اپنا ایک نائب مقرر کردوں جو میری زندگی میں ان پر حکومت کرے تا کہ میں دیکھ سکوں کہ وہ کیسے کام کرتا ہے“۔ آپ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا ”جو شخص میری طرف سے عائد کردہ تین ذمہ داریاں قبول کرے گا میں اسے اپنا خلیفہ مقرر کروں گا وہ کام یہ ہیں کہ دن میں روزہ رکھنا، رات کو قیام کرنا اور غصہ نہیں کرنا“، مجمع میں سے ایک آدمی جو بالکل عام سی حالت کا تھا، اٹھا اور بولا ”میں ذمہ داری قبول کرتا ہوں“ فرمایا: تو دن کو روزے رکھے گا، رات کو قیام کرے گا اور غصے میں نہیں آئے گا۔ اس نے کہا جی ہاں! اس دن آپ نے اسے واپس کردیا۔ دوسرے دن آپ نے پھر یہی اعلان فرمایا: سب خاموش رہے، اسی آدمی نے اٹھ کر کہا ”میں“ ...... آپ نے اسے خلیفہ مقرر کردیا، دوسری طرف ابلیس شیطانوں کو کہتا تھا ”اس شخص کو قابو کرو“ وہ شیطانوں کے قابو میں نہ آیا تو ابلیس نے کہا ”مجھے اس سے نبٹنے دو“

وہ ایک انتہائی بوڑھا فقیر بن کر آپ کے پاس آیا۔ جب آپ دوپہر کے وقت آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے تو اس نے دستک دی، آپ نے فرمایا کون؟ اس نے کہا ایک مظلوم ضعیف بوڑھا ہوں۔ آپ نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا اور وہ اپنی کہانی سنانے لگا۔ اس نے کہا: میرا اپنی قوم کے لوگوں سے جھگڑا چل رہا ہے۔ انہوں نے مجھ پر بہت ظلم کیا ہے، وہ بات کو طول دیتا چلا گیا یہاں تک کے آپ کے آرام کا وقت ختم ہوگیا اور عدالت میں جانے کا وقت ہوگیا۔ آپ نے کہا کہ جب میں بیٹھوں گا تو تجھے تیرا حق دلواؤں گا۔

آپ عدالت میں اپنے مقام پر بیٹھ گئے، آپ نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر بوڑھا نظر نہیں آیا۔ اگلے دن بھی لوگوں کے مقدمات سنتے اور فیصلے کرتے رہے اور اس بوڑھے کا انتظار کرتے رہے لیکن وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ جب آپ واپس آ کر لیٹے تو وہ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ آپ نے فرمایا: کون ہے؟ اس نے کہا وہی مظلوم ضعیف بوڑھا ہوں۔ آپ نے دروازہ کھولا اور کہا: میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ جب عدالت میں بیٹھوں گا تو آنا؟ اس نے کہا وہ بڑے خبیث لوگ ہیں، انہیں جب پتہ چلا کہ آپ عدالت میں پہنچ گئے ہیں تو مجھے کہنے لگے ہم تجھے تیرا حق دلوادیں گے۔ جب آپ نے عدالت برخاست کردی تو وہ مکر گئے۔ آپ نے فرمایا: اب ذرا چلا جا جب میں عدالت میں جاؤں گا تب آنا۔ اس طرح آپ اس دن بھی قیلولہ نہ کرسکے۔ آپ عدالت میں گئے اور اس کا انتظار کرتے رہے لیکن وہ نظر نہ آیا۔ آپ کے لئے نیند پر قابو پانا مشکل ہوگیا تو آپ نے گھر والوں سے کہا ”مجھے سخت نیند آرہی ہے، تم کسی کو دروازے کے قریب مت آنے دینا میں ذرا سولوں“ اس وقت وہ بوڑھا آ گیا۔ دروازے کے قریب آدمی نے کہا ”پیچھے رہو۔ اس نے کہا میں کل بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور اسے سب کچھ بتایا مگر اس آدمی نے کہا ہرگز نہیں! قسم ہے اللہ کی کہ ہم کسی کو قریب نہ آنے دیں گے۔ جب اس نے دیکھا کہ اس طرح آپ تک پہنچنا مشکل ہے تو وہ روشن دان میں سے اندر چلا گیا اور اندر سے دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ آپ کی آنکھ کھلی تو آواز دی اے فلاں! کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا؟

اس نے کہا یہ شخص میری طرف سے نہیں آیا۔ آپ ہی دیکھیں یہ کہاں سے آیا ہے۔ آپ نے دیکھا تو دروازہ اندر سے بند تھا، اس کے باوجود وہ کمرے میں تھا۔ آپ نے پہچان لیا اور فرمایا: کیا تو اللہ کا دشمن ہے؟ اس نے کہا آپ نے میری ہر کوشش ناکام بنادی تھی اس لئے میں نے آپ کو غصہ دلانے کے لئے یہ سب کیا۔ اسی وجہ سے اللہ نے آپ کا نام ”ذوالکفل“ رکھا یعنی ذمہ داری نبھانے والا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ”اے بنی اسرائیل! اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کو بھی یاد کرو) یہ سب صبر کرنے والے تھے اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا، بے شک وہ سب نیکوکار تھے۔“



(بحوالہ: قصص الانبیاء)

(اخت کاشف۔ ضلع لیہ ٹیل انڈس)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

روضۃ الاطفال بہت ہی اچھا رسالہ ہے۔ میرے خیال میں پاکستان میں چھپنے والے تمام رسائل میں یہ ممتاز اور مقبول رسالہ ہے۔ 155 نمبر میں ''بادشاہ کا فیصلہ'' ''عید قربان'' اور ''برہمن کا انجام'' اور ''تیری شان جل جلالہ'' بہت ہی پسند آئیں اور اسی طرح باقی تحاریر بھی بہت اچھی ہیں۔

(محمد بلال اکرم۔ صادق آباد)

☆☆☆☆☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایڈیٹر بھیا! آپ کا کیا حال ہے؟ اس ردی کی ٹوکری کو ہمارے خط سے دور ہی رکھا کریں۔ پہلے تو میں نے آدھی ملاقات میں کبھی خط نہیں لکھا لیکن اس بار بچوں کو دیکھ کر میں نے میدان میں کودنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے شمار نمبر 156 میں لکھا ہے کہ ہمیں کوئی اچھا سا مشورہ دیں تاکہ ہم کوئی نیا سلسلہ شروع کرسکیں۔ اگر آپ پزل گیم یا تحریری تقریری مقابلے کو بدل کر کوئی سلسلہ شروع کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ فیصلہ ہمیں قبول نہیں۔ ہاں اگر اس کے بغیر کوئی سلسلہ شروع کرنا ہے تو پھر سوچا جاسکتا ہے۔

(محمد اسد حیات۔ سکھیکی منڈی)

☆☆☆☆☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں کئی مہینے سے روضۃ الاطفال پڑھ رہا ہوں۔ میں نے پہلی بار خط لکھا ہے اور کیا روضۃ الاطفال کے پچھلے شمارے مل سکتے ہیں؟ (جی! مل سکتے ہیں) جب میں نے روضۃ الاطفال پہلی بار پڑھا تو مجھے بہت پسند آیا۔ اب میں نے روضۃ الاطفال پکا لگوالیا ہے اور ہر بار پڑھا کروں گا۔

(محمد عاطف منہاس۔ گوجرانوالہ)

☆☆☆☆☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایمن، انس...... بھاگو ادھر آؤ میرے پاس...... جویریہ...... امی ابو جلدی آئیں میری بات سنیں۔ بھئی کیا ہوا؟ اتنا شور کاہے کا ہے؟ بھئی بات ہی ایسی ہے...... میرا نام ''روضۃ الاطفال'' میں آیا ہے۔ آج تو ان سب کو میں بتاتی ہوں...... بڑا اڑا لیا مذاق...... خط نہیں شائع ہوا تو کیا نام تو آیا ہے نا...... بڑا کرلیا ہے مذاق انہوں نے ہاں...... بھئی مجھے تو سمجھ نہیں آرہی...... اف...... ہائے میں کتنی خوش ہوں۔

میں نے تو ایک ہی جست میں سارا روضہ پڑھ ڈالا...... ہمیشہ کی طرح زبردست تھا اور ہاں ایک تجویز دینی تھی کہ ''پزل گیم'' واقعی میں...... اور ہاں...... ختم کردیں اور اس کی جگہ کوئی اسلامی تاریخ کے واقعات



شائع کیا کریں...... اب لمبا خط نہ ہوجائے...... اور ''ان'' (ردی کی ٹوکری) کی نظر میں نہ آجائے...... اللہ حافظ۔

(خنساء محی الدین۔ لوہاراں والا کھوہ علی لاہور)

☆☆☆☆☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایڈیٹر بھیا کیا حال ہے؟ اور آپ کی ٹیم کیسی ہے؟ (بہت اچھا ہے) بھیا! یہ میرا روضہ میں پہلا خط ہے، مجھے اس میں لکھنے کا بہت شوق ہے، بس کچھ مشکلات تھیں جس وجہ سے نہیں لکھ پائی۔ مجھے روضہ بہت اچھا لگتا ہے۔ یہ ہم سب تک امن کا پیغام اور ہماری تربیت کا ایک گلدستہ ہے جس کی پتی پتی بکھر کر ہزاروں لوگوں کو خوشبو دیتی ہے۔ مجھے ایک بات روضہ کی بہت پسند ہے کہ اس میں ہر حدیث اور آیت کا حوالہ ضرور ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(اقراء اشفاق۔ چک ا-105/10 جہانیاں خانیوال)

☆☆☆☆☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا حال ہے بڑے بھائی جان؟ حافظ سیف اللہ منصور کی شہادت کا بہت دکھ ہوا اور دل خون کے آنسو بھی روتا ہے۔ یہ چھوٹا سا خط ہی لکھنا تھا بس، آخر میں سب لکھاری و قاری کو محبت بھرا سلام اور ہمارے خط کو ردی کی ٹوکری سے دور رہی رکھنا اور ہاں جی یاد آیا پزل گیم نے ہمیں واقع آج پہلی بار پزل کردیا۔ اس میں 25 واں نمبر ہی غائب تھا لیکن ہم نے تب بھی بنالی۔ (پزل کے لئے معذرت) روضۃ الاطفال کے نام ایک شعر

تجھے عمر خضر ہو عطا تجھے نظر بد سے بچائے اللہ
تو پائے ہزار ترقیاں، تجھے نیک نام رکھے اللہ
نیک دعاؤں کے ساتھ اللہ حافظ

(اخت ابتسام ساجد۔ نوکھر اڈا)

☆☆☆☆☆

پزل شمارہ نمبر 155 درست بھیجنے والوں کے نام

انس اشرف، خانیوال۔ محمد افضل، جہلم۔ حافظ عائشہ، شاہینہ وہاب، علی پور۔ اخت ابتسام ساجد، نوکھر اڈا۔ راجہ احسان الٰہی ظہیر، گجرات۔ محمد علی، منڈی بہاؤالدین فداء الرحمٰن، بہاولنگر۔ ماریہ رحیم، مریم رحیم، ایبٹ آباد۔ اسامہ ربانی، کراچی۔ عبداللہ ناصر، ہارون آباد۔ قاری منیب الرحمٰن، ایبٹ آباد۔ اللہ والے آٹو انجینئرز، حویلی لکھا۔ لاریب جدون، کراچی۔ ہاجرہ کہکشاں، کراچی عائشہ ارشد، گوجرہ۔ اسداللہ اکرام مجاہد، صادق آباد۔ حبیب الرحمٰن۔ پشاور۔ ام کلثوم حافظ حماد الرحمٰن سادوی عبدالسمیع، فیصل آباد۔ عبدالحسیب، فیصل آباد۔ رقیہ عبدالمجید، سادوی۔ طیب حیات، اسد حیات، فیضی، سکھیکی منڈی۔ اسامہ بن نصیر، فیصل آباد۔ حمزہ اکرام، صادق آباد۔ محمد عادل، میر پور آزاد کشمیر۔ نعیم ہیرو، خانیوال۔ لائبہ نور، کراچی۔ انس الرحمٰن، خانیوال۔ یاسر عطاء الرحمٰن، بھکر۔ محمد اسماعیل میر، نارووال۔ شمس الرحمٰن، بہاولپور۔ اسامہ ریاض، صادق آباد۔ مصبر علی، لاہور

نوجوان شیر شاہ سوری

پیارے بچو! آپ نے شیر شاہ سوری کا نام تو ضرور سنا ہوگا۔ اگر سنا ہے تو کیا آپ اس کے علاوہ اور بھی کچھ جانتے ہیں......نہیں ناں......تو سنئے!

شیر شاہ سوری کا اصل نام فرید خان سوری تھا۔ اس کا دورِ حکومت تو صرف پانچ سال 1540ء سے لے کر 1545ء تک محدود ہے مگر اس نے اس مختصر سے عرصے میں ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے جو شاید پچاس سال تک حکومت کرنے والے حکمران بھی انجام نہ دے سکے۔ اس نے اپنی رعایا کی بہت زیادہ خدمت کی اور ان کی روز مرہ زندگی آسان بنائی اور ایسے نظام بنائے جو آج تک ہمارے ہاں رائج اور کارآمد ہیں۔ زراعت کے میدان میں فصلیں اگانے اور زیادہ فصل حاصل کرنے کے طریقے اور سب سے بڑھ کر فصلوں کو پانی لگانے کا طریقہ ''نہری نظام'' رائج کیا۔ اسی کی بدولت آج ہم گندم، کپاس، مکئی اور چاول کی فصلیں اتنی بڑی مقدار میں حاصل کرتے ہیں۔ اگر نہری نظام نہ ہوتا تو فصلوں کو پانی لگانے کے لئے کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا جاتا جو مشکل بھی ہوتا اور مہنگا بھی اور اس کے بعد ہمیں فصل بھی کم مقدار میں ملتی۔ اس کے علاوہ شیر شاہ سوری نے ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام پہنچانے کے نظام کو بہت بہتر بنایا۔ اس نظام کو مواصلاتی نظام کہتے ہیں۔ اس کا ایک علاقے سے دوسرے دور دراز علاقے کو بھیجا گیا پیغام، باقی موجود طریقوں کی نسبت بہت جلد پہنچ جاتا تھا۔ پیارے بچو! سب سے اہم بات کہ آج ہم جس جی ٹی روڈ کا نام سنتے ہیں جو پاکستان میں لاہور سے راولپنڈی، اسلام آباد اور پھر وہاں سے پشاور جاتا ہے، یہ سڑک اس نے تعمیر کروائی۔ اس وقت کے ہندوستان میں انڈیا، پاکستان اور افغانستان تینوں ملک شامل تھے تو اس نے یہ سڑک دہلی سے کابل تک تعمیر کروائی جو کہ آج بھی اہم شاہراہ ہے۔

شیر شاہ سوری کا والد حسن خان اس پر اور اس کی ماں پر زیادہ توجہ نہ دیتا تھا۔ اس کی ماں اکثر پریشان رہتی اور گھر کے حالات بہت زیادہ خراب ہو چکے تھے۔ شیر شاہ سوری کو بھی اپنے بچپن کے باوجود اس کا احساس تھا۔ بالآخر اس نے صرف چودہ سال کی عمر میں گھر چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے اپنے قریب ترین علاقہ جونپور کا رخ کیا جو کہ تعلیمی مرکز بھی تھا۔ اس کے پاس سوائے اس کے کہ مدرسے میں داخلہ لے کوئی اور چارہ نہ تھا۔ اس نے وہاں عربی ادب، قرآن کی تفسیر اور بہت سے مضامین پڑھے۔ اگرچہ وہ علماء کی مجالس میں بھی کچھ وقت گزارتا تھا مگر اس کی بے چین روح جس نے اسے تخت پہ بٹھانا تھا کہیں ٹکنے نہ دیتی۔ وہ مسلسل کسی جستجو اور تلاش میں رہتا۔ چونکہ اس کا کوئی سرپرست نہ تھا اور نہ اس کی پرورش کرنے والا......اس کے پاس اپنے مستقبل کے لئے کوئی منصوبہ نہ تھا اور نہ ہی کوئی ذریعہ معاش...... انہیں مسائل اور اپنے مستقبل کی تلاش میں وہ کبھی کچھ کرتا اور کبھی کچھ۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ تو وہ ڈاکوؤں سے جا ملا۔ چونکہ ابھی کم عمر ہی تھا اور اپنے اچھے برے کا پتا نہ تھا اور نہ ہی کوئی بتانے والا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا تو کچھ ہی دیر میں وہ اس گروہ کا سردار بن گیا۔ اسی دوران ایک دفعہ اس کا ڈاکوؤں کے کسی دوسرے گروہ سے مقابلہ ہوا مگر وہ زیادہ طاقت ور تھے تو شیر شاہ سوری کے گروہ کو شکست ہوئی تو یہ اپنی اپنی جان بچانے کے لئے بھاگے۔ اس نے نہر میں چھلانگ لگا دی اور جان بچانے کے لئے تین میل تک تیرتا رہا۔ وہ بڑا پھرتیلا اور مضبوط نوجوان تھا۔ کبھی شکار کے پیچھے پیدل ہی بھاگ کھڑا ہوتا اور پندرہ بیس میل تک شکار کے پیچھے دوڑتا رہتا۔ پھر بالآخر اس نے یہ کام چھوڑ دیا اور شریفانہ زندگی گزارنا شروع کر دی۔ بالآخر وہ ہندوستان کا بادشاہ بن گیا۔

پیارے بچو! جب ہمیں اپنے گلی محلے اور سکول میں کوئی اچھا کام کرنے کو کہا جاتا ہے تو ہم سے کہتے ہیں کہ ''حالات اچھے نہیں، میرے پاس تو وسائل نہیں اور میں اکیلا ہوں، اکیلا کیا کر سکتا ہوں...... وغیرہ وغیرہ۔ آپ دیکھیں کہ شیر شاہ سوری جس نے سارے ہندوستان پہ حکومت کی اس کے لئے بھی حالات اچھے نہ تھے۔ اس کے پاس وسائل بھی نہ تھے اور تن تنہا بھی تھا مگر اس نے حالات کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے اور نہ ہمت ہاری۔ پیارے بچو! ہمیں بھی ایسا کرنا چاہیے کہ ہمیں جو کام دیا جائے تو پھر بس اس کو مکمل کرنے کی تیاری میں لگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سارے کام ٹھیک کرتے چلے جائیں گے۔ ہم اپنی صلاحیتوں کا استعمال کریں اور اپنے محلے کے دوستوں کو ساتھ ملا کر خوب دین کا کام کریں۔ اگر کسی بات کی سمجھ نہ آئے تو اپنے بڑے بھائیوں سے پوچھ لیں اور خصوصاً اسی بھائی سے جو آپ کو روضۃ الاطفال دینے آتے ہیں۔

پیارے دوستو! آپ سب قائد اور لیڈر ہیں مگر ابھی آپ کو پتہ نہیں۔ جب آپ شیر شاہ سوری کی طرح چھوٹی سی عمر میں ہی حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا سیکھ لیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ آپ سے دین کا بہت سا کام لیں گے۔ یقیناً ہم سب کا دل کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے لئے استعمال کر لیں اور یہی دعا ہے۔ آمین اب اجازت! اگلے شمارے میں پھر ملیں گے۔ اللہ حافظ

(سعد عثمان۔ مظفر آباد)

رسول اللہ ﷺ کی تلواریں

ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کی جب وفات ہوئی تو ان کے ''ترکے'' میں گیارہ تلواریں تھیں جن میں سے بعض عرب کی مشہور ترین تلواریں تھیں۔

ان تلواروں کے نام کچھ یوں ہیں:

1- ماثور: آپ ﷺ کی تلواروں میں سب سے پہلی تلوار ہے جو آپ ﷺ کو آپ کے والد صاحب کے ترکے سے ملی۔

2- العضب: جب آپ ﷺ بدر کو چلنے لگے تو سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی۔

3- ذوالفقار: یہ تلوار آپ ﷺ کی تمام تلواروں میں سب سے مشہور ہے یہی وہ تلوار ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ نے احد کے روز خواب دیکھا تھا۔ یہ تلوار عاص بن منبہ کی تھی جو آپ ﷺ کو بدر کے مالِ غنیمت میں سے ملی۔ حضور اکرم ﷺ کو اس تلوار سے بہت محبت تھی اس کے دستے اور کنڈے پر جڑی چاندی آپ ﷺ کی اس تلوار کے ساتھ والہانہ محبت کا اعلان تھا۔ یہ تلوار آپ ﷺ کی ملکیت میں آنے کے بعد پھر کبھی آپ ﷺ سے جدا نہ ہوئی۔



4- قلعی: یہ آپ ﷺ کو قلع نامی جگہ سے ملی۔

5- البتار: بہت خوب کاٹنے والی۔

6- الحتف: موت

7- المخذوم: کاٹنے والی

8- الرسوب: یعنی جسم میں گھس کر ڈوب جانے والی

9- القضیب: تیز دھار والی تلوار

(بحوالہ زرقانی)

(ام کلثوم عبدالمجید ساوی)

